Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
قائمقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۱۲ صفر ۱۴۱۱ھ، ۳ تبوک ۱۳۶۹ہش، ۳ ستمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۵۱

اخلاقیات کی اہمیت

"ماوزے تنگ نے اپنی کتابوں میں اخلاقیات پر بہت زور دیا ہے۔ وہ خود تو خدائی کا بھی قائل نہیں تھا مگر اس کا اخلاقیات پر زور دینا مجبوری کی وجہ سے تھا۔ اس نے روسی تجربے کو ناکام ہوتے دیکھا تھا۔ اور جان رہا تھا کہ یہ عمارت منہدم ہو گی "

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ
الفضل ۲۲، اگست ۱۹۹۰ء صہ ۳)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

" خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کبھی تم کو مال سے یا جان سے یا اولاد یا کھیتوں وغیرہ کے نقصان سے آزمایا کریں گے۔ مگر جو ایسے وقتوں میں صبر کرتے اور شاکر رہتے ہیں تو ان لوگوں کو بشارت دو کہ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کشادہ اور ان پر خدا کی برکتیں ہوں گی۔ جو ایسے وقتوں میں کہتے ہیں (ہم اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ترجمہ از ناقل) یعنی ہم اور ہماری متعلق کل اشیاء یہ سب خدا ہی کی طرف سے ہیں اور پھر آخر کار ان کا لوٹنا خدا ہی کی طرف ہے۔ کسی قسم کے نقصان کا غم اُن کے دل کو نہیں کھاتا۔ اور وہ لوگ مقامِ رضا میں بود و باش رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ صابر ہوتے ہیں اور صابروں کے واسطے خدا تعالیٰ نے بے حساب اجر رکھے ہوئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صہ ۱۹۸)

"گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں ان کے بد ثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں۔

یہ وقت بڑے خوف کا ہے۔ اس لئے توبہ و استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزول عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صہ ۲۹۹)

○ مکرم سید ولی احمد صاحب صادق انجنیئر مقیم ڈنمارک ابن مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد اور عزیزہ ثمینہ صاحبہ دختر مکرم محمد ذاکر خاں صاحب سیالکوٹی حال ہمبرگ (جرمنی) کے نکاح کا اعلان مکرم عبدالباسط صاحب طارق مربی سلسلہ نے ۱۶، فروری ۱۹۹۰ء کو بعد نماز جمعہ احمدیہ بیت الذکر ہمبرگ (جرمنی) میں بعوض حق مہر مبلغ تیس ہزار کرونا (سکہ ڈنمارک) میں کر کے دعا کرائی۔

رخصتانہ کے بعد ۲۴ فروری ۹۰ء کو مکرم سید ولی احمد صاحب صادق نے کوپن ہیگن ڈنمارک میں دعوت ولیمہ دی۔ جس میں جماعت کے دو صد اصحاب نے شرکت کر کے اس شادی کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے مبارک کرے۔

○ عزیزہ خالدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم قریشی نذیر احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ کا نکاح مکرم حمید الدین صاحب مہمان مقیم سویڈن ولد مکرم نظام الدین صاحب مہمان (مربی سلسلہ) کے ہمراہ بعوض مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے یکم اگست ۱۹۹۰ء کو بیت المبارک ربوہ میں، بعد نماز عصر پڑھا احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنیوالا مفلس نہیں ہوتا

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا سارا مال بھی دے دیتا ہے تو وہ اسے بھوکا نہیں مرنے دیتا، وہ اس کی بہتری کے غیب سے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اب اگر کسی کی جسمانی کمزوری جو کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ہوتی ہے دور ہو جائے اس کے جسم کو طاقت اور توانائی حاصل ہو جائے۔ اسے بھوک کا احساس نہ رہے اور وہ راحت اور سکون محسوس کرنے لگے تو کھانے کا مقصد حاصل ہو گیا۔ اب اگر وہ سادہ کھانا نہ بھی کھائے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے غرض حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

؎ زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد

یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال دینے والا کبھی مفلس نہیں ہوتا اور آگے جا کر آپ اس کی بڑی عجیب دلیل دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا"

ہمت کا لفظ فارسی زبان میں کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے تین معانی (۱) بلند ارادہ (۲) جرأت اور (۳) دعا کے ہیں۔ پس اس مصرع کے یہ معنے ہوئے کہ اگر تم نیک نیتی کے ساتھ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا ارادہ کرو گے اور جرأت اور بہادری کے ساتھ اپنی اس پاک نیت کو عملی جامہ پہناؤ گے اور ساتھ ہی عاجزی اور تذلل کے ساتھ دعا کرتے رہو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس ہدیہ کو قبول کرے تو خدا تعالیٰ تمہاری مدد کو آئے گا۔۔۔ اور جب خدا تعالیٰ تمہاری مدد کو آجائے گا۔ اور تمہارا ناصر بن جائے گا تو افلاس یا کوئی اور شیطانی حربہ تم پر غالب نہیں آسکے گا اور تمہیں مغلوب نہیں کر سکے گا، کیونکہ تم نیک ارادہ نیک عمل اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرتے ہو اور اس سے یہ امید رکھتے ہو کہ وہ اسے قبول کرے گا اس لئے وہ اسے رد نہیں کرے گا، اور جس مال کو خدا تعالیٰ قبولیت کا شرف بخش دیتا ہے وہ مال ضائع نہیں ہوتا، اس میں ہمیشہ بڑھوتی ہی ہوتی رہتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸، فروری ۱۹۶۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۳ تبوک ۱۳۶۹ ہش ـ ۳ ستمبر ۱۹۹۰ء

قرآنی تعلیمات پر عمل کی ضرورت

عراق کا کویت پر حملہ اس لحاظ سے تو کوئی بڑی بات نہیں کہ جنگ عظیم دوئم کے بعد سے ایسے کئی واقعات ہو چکے ہیں جن پر بڑی طاقتوں نے زبانی جمع و خرچ کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ اسرائیل کی مثال سب کے سامنے ہے لیکن ایک گناہ دوسرے گناہ کی دلیل نہیں بن سکتا۔ ایک ظلم دوسرے ظلم کا جواز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لحاظ سے عراق کا مؤقف اصولی طور پر جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

جسطرح ایک بے اصولی دوسری بے اصولی کا جواز نہیں بن سکتی اس طرح عراق کے باشندوں کو خوراک سے محروم کرنے کی ناکہ بندی بھی جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔ یہ اسی طرح کی بات ہے کہ جنگ میں معصوم شہریوں پر بمباری کو عالمی اخلاقیات کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ دوسری طرف عراق کا مغربی اور دوسرے ملکوں کے بے گناہ باشندوں کو یرغمال بنا لینا بھی کسی طرح جائز نہیں۔

عراق ایک اسلامی ملک ہے۔ اگر عراق اسلامی اخلاق اور کردار کا مظاہرہ کرتا تو یہ عالمی سطح پر اسلامی تعلیم کی بلندی اور نیک نامی کا موجب ہوتا۔ اسی طرح سے عراق کے ہمسایہ اسلامی عرب ممالک بھی اگر قرآنی تعلیم پر غور کرتے اور سب مل کر عراق کی جارحیت کی مخالفت کرتے اور اپنا مسئلہ خود مل بیٹھ کر حل کرتے تو خلیج میں غیر ملکی فوجوں کو نفوذ کا موقع نہ ملتا۔ کاش اسلامی عرب ممالک قرآنی تعلیم پر عمل کرنے کو اپنا شعار بنا لیں تو ان خطرناک حالات سے آسانی سے نکلا جا سکتا ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ اگست خلیج کے بحران پر ایسے راہنما اصول بیان فرماتا ہے جن پر عمل کر کے اس خطرناک بحران سے نکلا جا سکتا ہے۔ احمدی احباب کو چاہیئے کہ اس خطبے کو غور سے پڑھیں اور اس میں بیان کردہ نصائح کو اپنے اپنے ماحول میں پھیلا دیں۔ یہ خطبہ آج کے بحران کا ہی نہیں بلکہ مستقبل میں پیدا ہونے والے ایسے ہی کسی بحران کا حل بھی فراہم کرتا ہے۔

احمدی احباب کی یہ آسمانی ذمہ داری ہے کہ وہ دنیا کو اور خاص طور پر عالم اسلام کو تباہی سے بچانے کیلئے دعاؤں میں لگ جائیں۔ احمدی کی دعا میں بڑی قوت ہے وہ توپوں کا رخ بھی موڑ سکتی ہے اور آتی ہوئی موت کو بھی ٹال سکتی ہے۔ احمدی احباب اپنے اس فرض سے کبھی غافل نہ ہوں۔

ہونٹ تک بھی مرا ہلا تو نہیں
بے خودی کا یہی صلہ تو نہیں
مانگنے سے گریز کرتا ہوں
تو بتا دے یہ ناروا تو نہیں

ابو الاقبال

معتبر ہوتی ہیں نیندیں خواب کے اسلوب سے
راز کھل جاتا ہے میرا آپ کے مکتوب سے

میرے جذبِ دل کی میزانیں ملیں گی جابجا
اور بھی کچھ لوگ ہیں میری طرح مجذوب سے

مَیں نے دی دستک ہر اک گھر پر عجب انداز سے
لوگ مجھ سے پوچھنے نکلے تو تھے مرعوب سے

ہر قدم پر خارِ رہ کی نوک نوکیلی ہوئی
خوب تر ذوقِ سفر ہونے لگا ہے خوب سے

کون اپنی بے بسی پر چپکے چپکے رو دیا
سیکھ پایا صبر کس نے حضرتِ ایوب سے

آپ کو شائد سزا دی آپ کے احساس نے
آپ بھی لگتے ہیں اس مقتل میں کچھ معتوب سے

میرے منصف سے کہو کچھ تو خدا لگتی کہے
بات کیا سُن لی ہے اس نے قوم کے مندوب سے

سوچیئے تو راستی کی یہ بھی ہے روشن دلیل
آپ کیوں لگتے ہیں میرے سامنے مغلوب سے

سُن رہی ہے ساری دنیا چُپ کی آوازوں کا شور
مارنے والوں کو خوف آنے لگا مضروب سے

کھینچ لیتی ہے نسیم اس کی نگاہِ دلنواز
کوئی دیکھے تو سہی مل کر مرے محبوب سے

نسیم سیفی

صدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے دعا کی تحریک

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے گئے صدقات غریبوں اور ضرورت مندوں کے لئے خرچ ہوتے ہیں۔ یہ صدقات اللہ تعالےٰ کے رحم اور فضل کو جذب کرتے ہیں اور کسی آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں
فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کے لئے اپنے صدقات ارسال فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخوند فیاض احمد
لاہور

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب

اللہ آپ پر رحم فرمائے

حضرت فضلِ عمر کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اس عاجز کے اباجی اخوند محمد اکبر خان نے اس عاجز کو قادیان ہوسٹل تحریکِ جدید میں ۱۹۳۶-۳۷ء میں داخل کرا دیا تھا۔ میں ساتویں جماعت کا طالبعلم تھا۔ ایک دن ہوسٹل کے طلباء کو بعض گرامی قدر ہستیوں کے استقبال کے لئے قادیان ریلوے سٹیشن پر ایک خاص تنظیم کے ماتحت لے جایا گیا۔ وہ ہستیاں انگلستان سے تشریف لانے والی تھیں۔ آنے والی دو ہستیوں کی تصویر اب بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ ایک فرشتہ صورت بزرگ جن کے ہونٹوں میں خفیف حرکت کا لگاتار احساس ہوتا تھا۔ ایک سرخ و سفید رنگت اور چھوٹی داڑھی والے جوان۔ اول الذکر حضرت مولانا شیر علی صاحب تھے اور مؤخر الذکر حضرت فضل عمر کے فرزند اکبر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد تھے جن کے متعلق حضرت پھوپھی جان سیدہ نواب مبارکہ بیگم کی مشہور نظم اپنی چھوٹی آپا بشریٰ سے گھر میں سنی ہوئی تھی ؎

جاتے ہو مری جان! خدا حافظ و ناصر
اللہ نگہبان! خدا حافظ و ناصر

گیارہ سال کی عمر میں اپنی ہوش میں پہلی زیارت مجھ عاجز کو حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) کی ان کے عین نوجوانی کے عالم میں اس موقع پر حاصل ہوئی۔ حضرت سیدہ پھوپھی جان کی "جان" وہ "حافظِ قرآن" دیارِ غیر میں علوم کے "بحر" کا غواص بن کر واپس قادیان آیا تھا۔ "لیک بایں شرط۔ بھیگے نہیں دامان" کا سچا مصداق۔

پھر اباجی ریٹائر ہو کر ۱۹۳۹ء میں قادیان آگئے۔ محلہ دارالفضل میں اپنا مکان بنانے سے پہلے محترم خان بہادر غلام محمد گلگتی کے مکان "گلگت ہاؤس" حلقہ بیت الفضل میں مقیم ہوئے۔ یہ دور مجلس خدام الاحمدیہ کا ابتدائی دور تھا۔ اور میں اپنی عمر کے چودھویں سال میں ہی حلقہ میں مجلس کے کاموں میں سرگرمی سے حصہ لینے لگا۔ حضرت صدر مجلس مرکزیہ کی زیارت کے بار بار مواقع نصیب ہوئے۔ ایک مرتبہ بعض خادم کارکنوں کی دلجوئی کی خاطر اپنی کوٹھی میں چائے کا انتظام فرمایا۔ غالباً اس انتظام کے انچارج مولانا غلام باری سیف تھے۔ یہ عاجز بھی ان خدام میں شامل تھا جو اس موقع پر کوٹھی میں حاضر تھے۔

ہمارا تو بچپن اور لڑکپن تھا۔ جماعت احمدیہ کے مسلمہ بزرگ اور جید عالم ہمارے محبوب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا کیا مرتبہ و مقام سمجھتے تھے؟ اس کا نظارہ قادیان میں ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر دیکھا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے اور پروگرام کے مطابق حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد کی تقریر کا وقت ہوا۔ حضرت مفتی صاحب کھڑے ہو گئے۔ مکرر حضور کا نام لیا اور پھر رقت کے ساتھ فرمایا "میں ہرگز اس قابل نہیں کہ مرزا ناصر احمد ایسی بزرگ ہستی کی تقریر کے موقع پر جلسہ کی صدارت کروں" وہ بزرگ یقیناً چشمِ بینا رکھتے تھے۔ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے براہ راست تربیت حاصل کی تھی۔ اور ان کے نورِ فراست سے حصہ پایا تھا۔ وہ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" دیکھ رہے تھے۔

مجھے بعد میں ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء تک قادیان میں رہائش کی سعادت نصیب ہوئی۔ زندگی کے یہ ایام مرکز سلسلہ میں عجب ایام تھے۔ میری تمام کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باوجود یقیناً سنہری ایام۔ حضرت فضل عمر کے خطبات براہِ راست اپنے کانوں سے سننے۔ حضور کی زیارت اپنی آنکھوں سے کرنے کی سعادت، عظیم سعادت ہے۔ اپنے زمانہ کی انمول گھڑیوں پر مشتمل یہ دور تھا نیز حضرت صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے ارشادات، ان کی فعال زندگی کے ایمان افروز نظارے، کانوں میں گونجتے ہیں، آنکھوں کے سامنے گھومتے ہیں۔

قصرِ (امامت) کی جانب ایک ضعیف مرد، ہاتھوں میں حضرتِ فضلِ عمر کے حضور تحریر کیا ہوا درخواست دعا کا عریضہ تھامے جا رہا ہے۔ یہ اس مرد کا معمول ہے، اپنے ہاتھوں سے قصرِ (امامت) کے برآمدہ میں نصب لیٹر بکس میں درخواستِ دعا کا عریضہ ڈالنا۔ لیکن ایک روز تعمیراتی کام شروع ہونے کی وجہ سے اس ضعیف مرد کے معمول کے راستہ میں اینٹوں کی روڑی ڈالی گئی ہے اور وہ لڑکھڑاتا ہوا اپنی چھڑی کے سہارے گزرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ ناگہاں ایک وجیہ جوان مسکراتا ہوا نمودار ہوا۔ "آئیے میرا سہارا لے کر چلئے۔" وہ ابھرتا ہوا چاند اس ضعیف مرد کو سہارا دے کر قصرِ (امامت) کے دروازہ تک لے آیا۔ وہ ضعیف، وہ کمزور جسم والے مرد میرے والد تھے۔ اور ان کو آگے بڑھ کر سہارا دینے والا وہ وجود تھا جس کے لئے قدرتِ ثانیہ کا تیسرا مظہر بننا مقدر تھا۔ پوری جماعت کو اپنے وقت پر سہارا دینا مقدر تھا بلکہ بنی نوعِ انسان کو تمام دنیا میں منادی کر کے راہ نجات کی طرف بلانا مقدر تھا۔ میرے اباجی تادمِ حیات اس واقعہ کو انتہائی جذبۂ تشکر میں ڈوب کر بیان کرتے تھے۔

ایک سالانہ اجتماع پر کھیل کے مقابلے ہو رہے ہیں۔ حضرت فضلِ عمر بنفسِ نفیس مقامِ اجتماع پر تشریف لا کر مقابلہ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت صدر مجلس بھی موجود ہیں۔ چونکہ سالانہ اجتماع پر قادیان سے باہر کے خدام بھی کثرت سے شامل ہوتے تھے۔ جن میں کالجوں اور سکولوں کے طلباء تھے اور عام طلباء اپنے کالج یا سکول وغیرہ میں مقابلوں کے دوران تالیاں بجا کر اپنی ٹیم کی حوصلہ افزائی کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس اجتماع میں بعض نوجوانوں نے نادانی سے تالیاں پیٹ دیں حضرتِ فضلِ عمر نے اس پر اظہارِ ناپسندیدگی فرمایا اور حضرت صدرِ مجلس نے فوراً اعلان کروا دیا کہ تالی ہرگز نہ بجائی جائے لیکن افسوس کہ اس کے بعد بھی بعض نوجوان تالی بجانے سے باز نہ رہ سکے۔ اس پر حضرتِ فضلِ عمر مقامِ اجتماع سے تشریف لے گئے۔ یہ امر حضرت صدر مجلس کے لئے بالخصوص شدید صدمہ کا موجب تھا۔ اور دوسرے منتظمین اور خدام کے لئے بھی کیونکہ خدام اپنے آقا کی صحبت اور بعد میں حضور کے خطاب سے محروم ہو گئے لیکن بعد میں حضرت صدر مجلس کی درخواست پر حضرت فضل عمر نے قصرِ (امامت) میں تمام خدام کو شرفِ باریابی بخشا اور مصافحہ کا اعزاز عطا کیا۔ آخر میں مقامِ اجتماع میں اپنی تقریر میں حضرت صدر مجلس نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک عجب جذباتی انداز میں فرمایا

"آج ہم نے بہت کچھ کھویا اور پھر بہت کچھ پایا"

"بہت کچھ کھویا" سے مراد حضرت فضل عمر کا اظہارِ ناراضگی کے طور پر مقامِ اجتماع سے تشریف لے جانا تھا۔ اور "بہت کچھ پایا" سے مراد پھر حضور اقدس کا خدام کو از راہِ شفقت و احسان، قصرِ (امامت) میں شرفِ باریابی بخشنا تھا۔ کیسا سنہری زمانہ تھا! ایک موقع پر ایک نوجوان کو کسی غلط حرکت سے منع کرنے پر اس نوجوان نے بہت برا منایا اور شدید چڑچڑے پن کا اظہار کیا۔ اس عاجز نے حضرت صدر مجلس کی خدمت میں اس نوجوان کی شکایت کر دی۔ آپ نے اس کو بلا کر نرمی کے ساتھ اس کو سمجھایا اور رخصت کر دیا۔ بعد میں علیحدگی میں اس عاجز کو کسی قدر سختی کے ساتھ فرمایا کہ ہمیں اس سے بھی زیادہ چڑچڑا پن برداشت کرنا چاہیئے اور گھبرانا نہیں چاہیئے۔ کیا ہی مبارک تھا وہ انسان جو غلطی کی اصلاح میں نرمی۔ لیکن کردار کی تشکیل میں اصول کی سختی سے پابندی اختیار فرماتا تھا۔

بعد ہجرت لاہور میں تعلیم الاسلام کالج کچھ عرصہ کینال بنک کی ایک خستہ عمارت میں قائم ہوا۔ یہ عمارت ایف سی کالج کے نواح میں تھی اسی عمارت میں ہوسٹل بھی تھا۔ چند کمروں میں چٹائیاں بچھا دی گئیں جن پر بیٹھ کر طلباء اساتذہ کے لیکچر سنتے تھے۔ سائنس کے عملی تجربات کرانے کا انتظام ایف سی کالج کی لیبارٹریز میں کیا گیا تھا۔ یہ عجب ایام تھے۔ حضرتِ فضل عمر کے عظیم الشان عزم اور جماعت کے شیرازہ کو قائم رکھنے کی عظیم الشان مساعی کا ایک نشان تھے وہ ایام۔

اور حضور فضلِ عمر کا لختِ جگر، فرزندِ اکبر، حضور پرنسپل تعلیم الاسلام کالج بدستور مسکراتے ہوئے اور مطمئن چہرے کے ساتھ اس خستہ عمارت میں تشریف لائے۔ ایک کمرے میں دو چارپائیاں رکھی ہیں۔ سادہ بستر ان چارپائیوں پر بچھے ہیں۔ ایک چارپائی پر کالج کے آفس سپرنٹنڈنٹ کالج کا ریکارڈ لے کر بیٹھے ہیں اور دوسری چارپائی پر پرنسپل حضور تشریف رکھتے ہیں اور ضروری کاغذات دیکھ رہے ہیں اور ہدایات دے رہے ہیں۔ سٹاف یا طلباء میں سے جس کو پرنسپل حضور سے ملنا ہے۔ اس کمرا میں جا کر ہدایات یا مشورہ حاصل کر رہا ہے۔

تعلیم الاسلام کالج نے پرنسپل حضور کی قیادت میں بہت جلد لاہور کے تعلیمی میدان میں ایک ممتاز مقام حاصل کر لیا تھا۔ کھیلوں میں، علمی اور تعلیمی سرگرمیوں میں، مباحثات میں، کالج میگزین "المنار" کے معیار میں۔ غرض ہر میدان میں بہت جلد ہمارے محبوب کالج نے محبوب پرنسپل کی رہنمائی میں ترقی کی تھی۔ کالج کے ہال میں بیڈمنٹن کے آل پاکستان میچ ہوتے۔ اعلیٰ پیمانے کی تقاریب منعقد ہوتیں۔ [illegible] الف پیخ کی کالج ہال میں تقریر، محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان کی تقریر۔ مولوی تمیز الدین خان صدر پاکستان نیشنل اسمبلی کی آمد۔ یہ تمام تقاریب ہمارے کالج کی امتیازی شان کی علامت اور پرنسپل حضور کی عظیم قیادت کا ثمرہ تھیں۔

ایک کانووکیشن کی تقریب کی صدارت سیدنا حضرت فضل عمر نے بنفسِ نفیس فرمائی۔ پرنسپل حضور سالانہ رپورٹ پڑھ رہے تھے طلباء کی اخلاقی تربیت کے ضمن میں بڑے درد کے ساتھ اپنی رپورٹ میں فرمایا۔ کہ ایک امر ہے جس میں میں اپنی ناکامی کا اعتراف کرتا ہوں اور حضور (یعنی حضرت فضلِ عمر) کی خدمت میں اس کو پیش کرتا ہوں تاکہ حضور کا ناخنِ تدبیر اس کو سلجھا سکے اور وہ احمدی طلباء کا ننگے سر پھرنا ہے۔ اس رپورٹ میں حضرت پرنسپل نے اپنے سٹاف کو تدریسی اور علمی د

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیمی سرگرمیوں میں دوسری درسگاہوں کے اساتذہ سے زیادہ اور بڑھ چڑھ کر وقت دینے کی خواہش کا بھی اظہار فرمایا تھا۔ اس پر کالج سٹاف میں سے ایک صاحب نے ایک رقعہ صدر اجلاس یعنی حضرت فضلِ عمر تک پہنچا دیا۔ صدارتی تقریر میں حضرت فضلِ عمر نے ان صاحب کے رقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک واقف زندگی نے یہ لکھا ہے کہ سٹاف پہلے ہی بہت وقت (یعنی معمول کے مطابق لیکچرز وغیرہ کے علاوہ) کالج کے کاموں میں دیتا ہے۔ اس لئے ان سے اس سے زیادہ محنت کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ حضرت فضلِ عمر نے فرمایا کہ اگر یہ صاحب میرے ساتھ آکر کام کریں تو ان کا ناطقہ بند ہو جائے۔ غرض حضرت فضلِ عمر نے ایک واقف زندگی سٹاف ممبر کی پرنسپل حضور کی مخالفت میں ایک ناپسندیدہ بات کو تمام سامعین کے سامنے واضح طور پر ردّ فرما دیا۔

کالج ربوہ منتقل ہو گیا۔ اب اس عاجز کا کالج سے تعلق نہیں تھا۔ مگر ربوہ میں کالج کی نئی عمارت، نئے ہوسٹل، کھیل کے میدان لان۔ تجربہ گاہیں۔ وہاں کی ایک ایک اینٹ ایک ایک پودا۔ ایک ایک پتہ ایک ایک پھول داستان ہے ایک عظیم قائد کی انتھک محنت اور توجہ کی۔ کالج کا ہر طالبعلم جو پرنسپل حضور کی زیرنگرانی رہا تادمِ حیات ان کی محبت وشفقت اور ذاتی توجہ کا لذت آشنا رہے گا۔

ربوہ میں ابتدائی ایام میں جامعۃ المبشرین کی کچی عمارت کے صحن میں مجلسِ مشاورت جاری ہے۔ حضرت فضل عمر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہیں۔ کسی معاملے پر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد مرکزی عہدہ داران کی صف میں سے کھڑے ہو کر وضاحت فرما رہے ہیں۔ حضرت فضلِ عمر بعض الفاظ کی اصلاح فرماتے ہیں۔ فرماں بردار فرزند، جاں نثار غلام فوراً حضرت فضلِ عمر کے الفاظ کو دہراتا ہے اور انہی الفاظ میں اپنا مدعا دوبارہ بیان کرتا ہے اطاعت اور احترام امامت کا نہایت لطیف، نہایت سبق آموز نمونہ۔ یہ عاجز زائرین کے حلقہ میں بیٹھا تھا۔

ملتان میں ۱۹۵۲ء میں ہی نامساعد حالات شروع ہو چکے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں یہ عاجز کراچی جا چکا تھا۔ اس لئے پنجاب میں ان ایام میں جو گزرا وہ یہ عاجز نہ دیکھ سکا۔ اسکے بعد ایک مرتبہ تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل حضور جب کراچی تشریف لائے تو احمدیہ ہال میں ایک اجلاس کے دوران ایک پولیس آفیسر کا واقعہ سنایا جو ڈرتا ہوا کالج میں پرنسپل حضور کو کسی جلوس کی اطلاع دینے اور ہوشیار کرنے آیا تھا۔ اس شخص کی کیفیت کا نقشہ عملاً کھینچ کر حضور نے ساری مجلس کو ہنسایا۔ بظاہر یہ ایک لطیفہ تھا لیکن اس لطیفہ کا پس منظر حضور کی بے پناہ جرأت اور خطرہ کی پرواہ نہ کرنے والی اور ایک ناقابلِ تسخیر سیرت تھی۔

جب آپ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے صدر تھے۔ ایک مرتبہ مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع پر پروگرام "تلقین عمل" کے ماتحت ربوہ میں آپ کی تقریر تھی۔ مقرر حضور کے تشریف لانے پر حضرت صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بے تکلفی سے مائیکروفون پر آکر تعارفی کلمات میں فرمایا۔ خدام الاحمدیہ کے فرائض بہت کٹھن فرائض ہیں۔ کچھ احباب یہ فرائض ادا کرنے کے بعد پھر انصار اللہ کی آرام گاہوں میں چلے جاتے ہیں۔ انہی میں سے ہمارے ایک سابق نہائت محبوب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ اب خطاب فرمادیں گے۔ مقرر حضور مسکراتے ہوئے پھر مائیکروفون کے سامنے آگئے۔ شگفتگی کے ساتھ فرمایا:

"میں کسی آرامگاہ سے نہیں آیا۔ بلکہ ایک بہت بڑے میدانِ مجاہدہ سے آیا ہوں۔"

اور ابھی تو ایک اور۔ ایک نہایت ہی عظیم الشان میدانِ مجاہدہ۔ بے حد جانجوکھوں کے فرائض پر مشتمل زندگی کا ایک نیا دور مقرر حضور کا انتظار کر رہا تھا۔ اور وہ دور سیدنا حضرت فضلِ عمر کے وصال کے بعد تقدیر الٰہی کے ماتحت شروع ہو گیا۔

امامت ثالثہ کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے کے جلد بعد اس عاجز نے حضور کو محترم شیخ بشیر احمد صاحب جج لاہور ہائیکورٹ کی قیامگاہ پر محترم شیخ صاحب کی صاحبزادیوں کی شادی کی تقریب میں دیکھا۔ محترم شیخ صاحب حضور کا تعارف حاضرین میں ممتاز افراد سے کرا رہے تھے جن میں ہائیکورٹ کے چیف جسٹس اور دوسرے جج صاحبان اور سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس بھی شامل تھے۔ حضور مہمانوں کے درمیان تشریف فرما ہوتے۔ احباب جماعت ارد گرد پروانوں کی طرح جمع ہو رہے تھے۔ اور ذرا فاصلے پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) ایک کرسی کے اوپر کھڑے ہو گئے تاکہ اپنے برادر اکبر کو بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھ سکیں اور وہ آپ کو دیکھ سکیں۔ ایک محفل میں دو چاند جمع تھے۔ ایک چاند اپنے کمال پر پہنچ چکا تھا۔ دوسرا چاند اپنی منازل طے کر رہا تھا

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) ربوہ سے لاہور تشریف لائے ہیں۔ ڈیوس روڈ پر "پام ویو" میں قیام ہے۔ یہ عاجز ان دنوں محلہ "محمد نگر" میں رہتا تھا۔ ایک کرائے کے فلیٹ میں۔ صبح کی نماز حضور کی اقتداء میں "پام ویو" میں ادا کرنے آجاتا۔ مع فیملی احباب جماعت کو ملاقات کا وقت مل سکتا تھا۔ یہ عاجز اور عاجز کی اہلیہ حاضرِ خدمت ہوئے فرمایا کہ ہجرت کے بعد جب حضرت فضل عمر کا قیام "رتن باغ" میں تھا تو ایک لڑکی وہاں بہت آتی تھی۔ میری اہلیہ نے بتایا کہ وہی وہ "لڑکی" ہے۔

حضور واپس ربوہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب جماعت پام ویو میں بوقت رخصت زیارت کے لئے حاضر ہیں۔ جب اس عاجز کی باری مصافحہ کی آئی۔ دونوں ہاتھوں سے حضور نے اس حقیر غلام کے ہاتھوں کو پکڑ لیا۔ ایک دوست نے ازراہ محبت فوٹو لے لی۔ وہ فوٹو اس عاجز کے پاس محفوظ ہے آقائے نامدار کے دونوں ہاتھوں میں ایک حقیر غلام کے ہاتھ۔ اس عاجز نے عرض کیا ؏

"اے حافظِ قرآن! خدا حافظ و ناصر"

فرمایا۔ "اللہ آپ کو جزا دے"۔

جماعت احمدیہ لاہور اور مجلس انصار اللہ لاہور کی مجالس عاملہ کے گروپ فوٹو ایک موقع پر حضور کی معیت میں لئے گئے۔ یہ عاجز ناچیز دونوں میں موجود ہے۔

۱۹۷۴ء میں یہ عاجز لاہور سے اسلام آباد دورہ پر جب ایک مرتبہ گیا۔ حضور کا قیام اسلام آباد میں تھا۔ نیشنل اسمبلی میں سوال و جواب کے سلسلہ میں حضور وہاں قیام پذیر تھے ایک شام حضور کی قیامگاہ پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ احباب ایک صف میں باری باری باہر سے اندر کمرہ میں داخل ہو رہے تھے۔ اور ملاقات سے مشرف ہونے کے بعد باہر جا رہے تھے۔ اس عاجز نے داڑھی منڈائی ہوئی تھی۔ زیرک آقا نے ایک نظر اس عاجز کے چہرہ پر ڈالی اور ہلکی سی مسکراہٹ حضور کے چہرہ پر اس عاجز نے محسوس کی۔ عرض کیا دورہ پر لاہور سے آیا ہوں۔ سوالیہ انداز میں اور مسکرا کر فرمایا۔ "ڈر کا دورہ تو نہیں؟" اس عاجز نے فوراً پھر عرض کیا۔ "نہیں حضور! بالکل سرکاری ڈیوٹی پر ہوں" محبت اور شفقت، ناچیز اور حقیر غلاموں کے ساتھ بے تکلفی کا یہ انداز کیسے بھلایا جا سکتا ہے۔

اے رب العلمین۔ اے حیّ وقیوم اله العلمین! جس وجود نے اپنی بہتر سالہ زندگی اور سترہ سالہ دورِ امامت میں اپنے ہر سانس اور اپنی ہر حرکت سے تیری توحید، تیرے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت اور تیرے پاک حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور تیرے دین کی سچائی کا تیرے فضل سے اظہار کیا اور تیری دی ہوئی توفیق سے وہ دنیا کے کناروں تک ابر بہار بن کر برستا رہا۔ تو عالم آخرت میں اس

باقی صـ۷ پر

ریڈیو فوٹو

محمد افضل ملک
لاہور

انسان کی فطرت یا عادت کہہ لیں یہی انسان ایک چیز ایجاد کر کے اس پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس ایجاد سے نئی ایجادات کی راہیں نکالتا ہے۔ چنانچہ موٹر کی ایجاد ریلوے انجن، ہوائی جہاز، ہیلی کاپٹر وغیرہ کے مدارج سے گذرتی ہوئی مصنوعی سیاروں اور خلائی گاڑیوں تک جا پہنچی ہے۔ یہی حال دوسرے شعبوں کا ہے مثلاً تصویر کشی کا شوق اگرچہ مصوری کے ذریعے ہزاروں سال سے پورا کیا جا رہا تھا مگر زیادہ بہتر کی خواہش نے کیمرہ ایجاد کروایا اور کیمرے سے ریڈیو فوٹو۔

اخبارات میں بعض تصاویر اخبار کی اشاعت سے صرف چند گھنٹوں پہلے کی ہوتی ہیں اور یہ تصاویر ایسے دور دراز ممالک میں کھینچی گئی ہوتی ہیں جہاں سے ہوائی جہاز کے ذریعے بھی اس تصویر کو آنے میں اٹھارہ بیس گھنٹے لگتے ہیں۔ یہ سب ریڈیو فوٹو کی وجہ سے ممکن ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ ریڈیو فوٹو کس طرح کام کرتا ہے جس طرح ٹیلی ویژن میں روشنی کی لہروں کو برقی ارتعاشات میں تبدیل کر کے نشر کیا جاتا ہے اور ٹیلی ویژن سیٹ انہیں وصول کر کے حرکت کرتی ہوئی تصویریں بدل دیتا ہے۔ اس طرح ایک تصویر کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ کام ایک آلہ جس کا نام فوٹو ٹیلیگراف ہے کرتا ہے۔ تصویر اس کے سرے پر لگا دی جاتی ہے۔ اس پر تیز روشنی ڈالی جاتی ہے جو منعکس ہو کر ایک اور آلہ جسے فوٹو الیکٹرک سیل کہتے ہیں، پر پڑتی ہے۔ یہ آلہ روشنی کو برقی ارتعاشات میں تقسیم کر دیتا ہے۔ جنہیں وائرلیس کے ذریعے یا ٹیلی گراف لائن کی مدد سے چند سیکنڈ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیج دیتا ہے۔ ان کو ایک رسیور پر وصول کیا جاتا ہے اور ایک خاص لیمپ میں داخل کر دیا جاتا ہے جو نہایت حساس ہوتا ہے اس کی ٹمٹماتی روشنی فوٹوگرافک پلیٹ پر پڑتی ہے اور یوں تصویر جو ہزاروں میل دور ہے بن جاتی ہے۔ ہر بڑے اخبار اور نیوز ایجنسی کے دفتر میں یہ انتظام موجود ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں وسیع پیمانے پر یہ انتظام مجرموں کی گرفتاری میں مدد دیتا ہے۔ مجرموں کی تصویر، فنگر پرنٹس وغیرہ فوراً ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتے ہیں اور مجرم کی گرفتاری آسان ہو جاتی ہے

اس اصول پر ایک سائنسدان نے ٹیلی ویژن نیوز پیپر ایجاد کیا۔ اس میں ایک فیتہ ہوتا ہے جو خبروں کو ریکارڈ کرنے کی بجائے ایک پردے پر ان کی تصویر پیش

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں محمد ابراہیم
ربوہ

پرانی یادیں

میں اپنی زندگی میں جن شخصیات اور واقعات سے متاثر ہوا۔ اور باوجود عرصہ دراز گزر جانے کے مجھے اب بھی پوری تفصیل سے یاد ہیں۔ قارئین الفضل کے علم اور دلچسپی کی خاطر سپردِ قلم کر رہا ہوں۔

پاکستان کے وجود میں آجانے کے بعد بالعموم یہ سوال اٹھتا رہتا ہے کہ دو قومی نظریہ کا ادراک کب اور کیسے ہوا۔ بعض امور کے علاوہ علامہ اقبال کی بعض تحریرات سے اس کی تان ملائی جاتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دو قومی نظریہ یک لخت پیدا نہ ہو گیا بلکہ اسکے مضمرات بتدریج جڑ پکڑتے گئے اور صاحبِ علم اور صاحب فراست اور سیاست کی سوجھ بوجھ رکھنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان اپنے اپنے رنگ میں اس کا ذکر کرتے رہے۔ انہی صاحبِ بصیرت نوجوانوں میں ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے تھے۔ وہ جب سلسلہ کے انگریزی ہفت روزہ "سن رائز" کے ایڈیٹر ہوئے تو انہوں نے انگریزی کے علاوہ اردو میں الفضل کے ذریعہ دو قومی نظریہ اتنی شد و مد سے پیش کیا کہ اخبار پرتاپ اور ملاپ جو ہندوؤں کے مستند اخبار تھے۔ انہوں نے اس پر غیظ و غضب کا اظہار کیا اور لکھا کہ جب تک ملک میں دو قومی نظریہ کا پرچار کرنے والے موجود ہیں ہندوستان کو سوراج نہیں مل سکتا۔ یعنی جب تک ہندوستان میں ہم یک آواز ہو کر آزادی کا مطالبہ نہ کریں گے ہمیں آزادی نہیں مل سکتی اور جب تک ملک غلام فرید کے ہم خیال موجود ہیں۔ آزادی کی خواہش پروان نہیں چڑھ سکتی۔ دو قومی نظریہ پیش کرنے والے یہ لوگ آزادی کے سورج کو ہندوستان میں چڑھنے نہیں دیں گے۔ یہ غالباً ۳۱-۱۹۳۰ء کی بات ہے۔

محترم ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے۔ کا مطالعہ نہائت وسیع تھا۔ سیاست میں خاص طور پر دسترس حاصل تھی۔ ہر سیاسی اور مذہبی مسلک کے احباب سے ان کے تعلقات تھے۔ ان کے ایک دوست پروفیسر عبدالمجید صاحب ایم۔ اے۔ (ایف۔ سی۔ کالج لاہور سے منسلک) بھی تھے۔ موصوف کانگرسی خیالات کے تھے اور ان کو انگریز کی کسی بھی خوبی کے ذکر سے چڑ تھی۔ حضرت ملک صاحب نے اپنے ایک مضمون میں انگریز کی مذہبی رواداری کا ذکر کیا۔ تو پروفیسر عبدالمجید کو پسند نہ آیا۔ محترم ملک صاحب سے گلہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس دور کے انگریز حاکم کا مقابلہ ان سے پہلے اس علاقہ میں حکومت کرنے والے سکھوں سے کریں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب نے انگریز کے عدل اور رواداری کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اپنے پس منظر میں وہ حقیقت افروز ہے اور ایسی تعریف علامہ اقبال نے بھی انگریز کی اپنی نظم و نثر میں بلاخوف لومۃ لائم کی ہے۔

میں نے اپنے کالج کے زمانہ میں فرسٹ ائیر میں چوہدری غلام عباس صاحب بعد میں قائدِ کشمیر کو بھی قریب سے دیکھا۔ وہ ہمارے کالج کی کرکٹ ٹیم کے کپتان تھے۔ کالج اور ریاست چونکہ ہندوؤں کے تھے اس لئے کسی مسلمان کو پنپنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ مسلمان یوں بھی نسبتاً آگے آنے والے اور اپنا حق مانگنے والے کم ہی تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے چوہدری غلام عباس صاحب کو جرأت سے بات کرنے کا ملکہ عطا کر رکھا تھا۔ مجھے فرسٹ ائیر میں ہی کرکٹ سے خاصی شد بد تھی۔ چوہدری غلام عباس صاحب نے بڑی فراست اور اعلیٰ تدبر سے کام لیتے ہوئے مجھے اس خوبصورتی سے کالج ٹیم میں لے لیا کہ ہندوؤں کو اعتراض کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔ میں چوہدری صاحب کی صاف گوئی اور جرأت مندی کا ذکر کر رہا تھا۔ کالج میں شام کو کھیل میں شمولیت لازمی تھی۔ ایک روز ملازم نے کسی وجہ سے NET نہ لگایا اور کھیل نہ ہوا۔ اتفاق سے پرنسپل دادینا جو بہت رعب داب والے منتظم تھے۔ ادھر آنکلے اور ان سے پوچھا کہ آپ فارغ کیوں بیٹھے ہیں۔ کھیلتے کیوں نہیں۔ چوہدری غلام عباس صاحب نے ترت جواب دیا کہ نوکر نے کھیل کے لئے جال نصب نہیں کیا۔ پرنسپل صاحب نے غصہ سے کہا کہ نوکر نے جال نہیں لگایا تو پھر کیا ہوا۔ ہم تو خود ہی لگا لیا کرتے تھے۔ چوہدری غلام عباس فوراً بولے۔ "صاحب! وہ دن بیت گئے"۔

ان دنوں جموں میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں بہت رقابت تھی۔ لیکن ہندوؤں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے بھی جلسے منعقد ہوتے رہتے تھے۔ چوہدری غلام عباس صاحب نے ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی۔ وہ اس کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے تو علمی اور سیاسی میدان میں ہلچل شروع ہو گئی۔ انجمن اسلامیہ اور مسلم ایسوسی ایشن ہر سال دھوم دھام سے جلسے منعقد کروایا کرتے تھے۔ ۱۹۲۳ء میں بھی مسلمانوں کے ہر طبقہ کے لیڈر مدعو ہوئے۔ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت حافظ روشن علی صاحب شامل ہوئے۔ ایک اجلاس کی صدارت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے کی۔ اس میں حضرت حافظ روشن علی صاحب نے فضائلِ قرآن پر مسحور کن تقریر فرمائی۔ تقریر کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب نے نہایت فراخدلی سے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "جیسا حافظ صاحب کا نام روشن ہے ویسا ہی کام بھی روشن ہے"۔

آئمہ کے حوالہ سے ایک تقریر جو حقیقتاً ناقابلِ فراموش ہے۔ مجھے کبھی نہیں بھول سکتی۔ حضرت فضل عمر نے پیشگوئی کا مورد ہونے کا اعلان کرنے کے لئے لاہور میں جلسہ منعقد کیا۔ میکلوڈ روڈ پر بڑے گرجا کے سامنے والی خالی جگہ پر (جس پر آج کل عمارتیں کھڑی ہیں۔) حضرت فضل عمر نے جلال اور شوکت سے لبریز الفاظ میں اللہ تعالےٰ سے اس منصب پر فائز ہونے کا اعلان فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اس وقت میں نہیں بول رہا۔ میری زبان پر خدا بول رہا ہے"۔۔۔۔ بعینہ انہی الفاظ میں اگلے روز اخبار "ٹریبیون" میں حضور کی تقریر چھپی۔ وقار، جرأت مندی، اور حقیقت پسندی سے مرصع یہ تقریر آج تک میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ حضور نے اسی تقریر کے درمیان فرمایا تھا کہ یہ جو ہزاروں میرے مرید میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ اگر مذہب میں خودکشی جرم نہ ہوتی اور میں انہیں کہتا کہ تم اسی وقت اپنے آپ کو قتل کر لو تو دنیا یہ نظارہ بھی دیکھ لیتی۔ ایسی عقیدت اور فرمانبرداری خدائی جماعتوں ہی کا حصہ ہوا کرتا ہے۔

یادِ رفتگان

مکرم چوہدری صوفی فضل الرحمن صاحب مہار

تنویر احمد مہار

خاکسار کے والد محترم چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مہار پوہلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ میں ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ داداجان چوہدری غلام احمد رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ جماعتِ احمدیہ تھے۔ وہ اپنے علاقے کے مشہور عالم دین اور پارسا انسان تھے۔ آپ کو قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل سے قرآن پاک پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ محترم والد صاحب کی پیدائش سے قبل داداجان نے خواب میں دیکھا کہ پیدا ہونے والا بچہ صوفی منش ہوگا۔

چنانچہ والد صاحب کی شخصیت اپنے اعلیٰ اخلاق نیک فطرت، انسانی ہمدردی، منکسر مزاجی، سادگی، تقویٰ اور دینداری سے پُر صوفیانہ رنگ اختیار کئے ہوئے تھی۔ آپ درویش صفت بزرگ تھے۔ نہایت بے نفس انسان تھے۔ چہرے پر عجیب سا معصومیت کا رنگ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر آپ کو یقین کامل تھا۔ علم حاصل کرنے کا بہت شوق رکھتے تھے۔ ۱۹۲۸ء میں بی ایس سی ایگریکلچر کرنے کے بعد محکمہ زراعت میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ آخر میں ۱۹۶۸ء میں ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور یہ گورنمنٹ ملازمت کا تقریباً ۴۰ سال کا عرصہ انتہائی ایمانداری سے اور محنت سے کام کرتے ہوئے گذارا۔ رزقِ حلال پر مکمل ایمان اور بھروسہ تھا۔ جھوٹ اور رشوت سے سخت نفرت تھی۔ سرکاری گاڑی اور سٹاف کو اپنے ذاتی استعمال میں نہ لاتے تھے۔

ہماری والدہ صاحبہ محترمہ عائشہ بی بی بہت ہمہ وقت اور نیک دل خاتون تھیں۔ آپ اکثر بیمار رہتیں۔ والد صاحب اُن کا ہر طرح سے خیال رکھتے اچھے ڈاکٹروں سے علاج کراتے ۱۹۶۶ء میں ایک لمبی بیماری کے بعد والدہ صاحبہ وفات پاگئیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ اس طرح والد صاحب مزید بہت سی آزمائشوں سے دوچار ہو گئے۔ ہم دو بہن بھائی ابھی بہت کم سن تھے۔ والد صاحب نے مکمل ذمہ داری سے ہماری پرورش کی۔ اپنے ہاتھوں سے کھانا پکا کر کھلاتے تھے۔ ہر مشکل میں چہرہ ہشاش بشاش رہتا تھا۔ غم و غصہ کے آثار نظر نہ آتے تھے۔ چھوٹا بیٹا ہونے کی وجہ سے خاکسار اُن کی زیادہ توجہ کا مرکز رہا۔ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا بہت محبت اور شفقت کا سلوک کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اس کی "ماں" نہیں ہے خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت روشن ذہن عطا کر رکھا تھا۔ علم کے ساتھ غیر معمولی شغف تھا انگریزی زبان پر بہت

باقی ص ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۵۹۴:۔ MUR- و SINA W/O MUHAMMAD NURI پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ ۱۱/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے -(۱) دو طلائی انگوٹھیاں وزنی ۱۵ گرام مالیتی -/150.000 روپے (۲) ایک طلائی "BRACELET" وزنی ۳۰ گرام مالیتی -/300.000 روپے (۳) طلائی بالیاں جوڑی مع ہیرہ کے مالیتی -/25.000 روپے (۴) لاکٹ مع ہیرہ کے مالیتی -/50.000 روپے (۵) سونا وزنی ۵.۷ گرام مالیتی -/75.000 روپے (۶) مکان مالیتی -/6.000.000 روپے (۷) حق مہر -/150.000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/10.000 روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے الامتہ۔ MURSINA زوجہ محمد NURI انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ نوردین منان بن منان انڈونیشیا گواہ شد نمبر۲۔ شمس الدین ایم ایس انڈونیشیا

مسل نمبر ۲۷۵۹۵:۔ MRS و SITI AA HAFSAH. زوجہ ای عبدالمنان صاحب، پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت ستمبر ۱۹۸۶ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۲/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے -(۱) دو قطعہ زمین برقبہ ۵۰۲۰ مربع میٹر مالیتی 11.400.000 روپے (۲) زمین واقع KAMPUNG SINDANG WANGI مالیتی -/9.000.000 روپے (۳) مچھلیوں کا تالاب مالیتی -/5.000.000 روپے (۴) حق مہر -/200.000 روپے - میزان -/25.600.000 روپے - اس وقت مجھے مبلغ -/112.5000 روپے ۴ ماہی آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ SITI AA HAFSAH زوجہ ای عبدالمنان صاحب انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ ای عبدالمنان خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ DRS TOTO ABDUL RAZAK ولد ای عبدالمنان صاحب انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۵۹۶:۔ MRS و EUIS. SITI AISYAH W/O 9WI KARTIWA- پیشہ خانہ داری عمر ۴۷ سال بیعت ۴۷ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۱۲/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر -/250.000 روپے۔ اسوقت مجھے مبلغ -/20.000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ EUIS SITI AISYAH۔ انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ 9WI KARTIWA خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ ELLY S/O 9WI KARTIWA۔ انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۵۹۷:۔ میں DRIANIR زوجہ زین العزیز صاحب پیشہ خانہ داری عمر ۵۹ سال بیعت ۱۹۵۴ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۸/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے -(۱) نیکلس مع ہیرہ کے مالیتی -/300.000 روپے (۲) انگوٹھی مع ہیرہ کے مالیتی -/125.000 روپے (۳) بالیاں مع ہیرہ کے مالیتی -/200.000 روپے (۴) مکان کا نصف حصہ مالیتی -/7.000.000 روپے (۵) حق مہر -/75.000 روپے میزان -/7.700.000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/50.000 روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ DRIANIR بنت عبداللطیف زوجہ زین العزیز انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱۔ NOERDI MANAN انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد نوری بن DURJANI انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۵۹۸:۔ MISS و CHAIRUN NISA DAUGHTER OF MOHAMMAD LIUS MAALA. پیشہ طالب علم عمر ۲۳ سال بیعت ۱/۸۲ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۳/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے -(۱) زمین برقبہ ۵۰۰ مربع میٹر مالیتی -/30.000.000 روپے (۲) زمین مالیتی -/6.000.000 روپے (۳) ایک سیٹ پلیٹ مالیتی -/160.000 روپے (۴) سیٹ PAN RENEWER مالیتی -/300.000 روپے (۵) ایک سیٹ زیورات مالیتی -/80.000 روپے (۶) ایک TYPER مشین مالیتی -/100.000 روپے۔ میزان -/36.640.000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/30.000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ MISS CHAIRUN NISA D/O MOHAMMAD LIUS MAALA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱ محمد نوری ولد DURJANI انڈونیشیا گواہ شد نمبر۲۔ ROHYAN SOSIADI S/O DURFAT SOPKAR انڈونیشیا۔

اعلان دارالقضاء

"محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ بنت مکرم ثناء اللہ صاحب زرگر سکنہ محلہ دارالرحمت غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد صاحب کی امانتی رقم مبلغ -/۶۵۰۲ روپے امانت تحریک جدید میں جمع ہیں۔ یہ رقم مجھے ادا کی جائے۔ میرے علاوہ میری دو بہنیں اور ہیں۔ شکیلہ افتخار صاحبہ اور مبارکہ ضیاء الدین صاحبہ۔ ان دونوں کو یہ رقم مجھے ادا کئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس رقم کی ادائیگی پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر قضاء میں اطلاع دے۔"

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب کو مورخہ ۹ جون ۱۹۹۰ء کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت بچی کا نام "بارعہ حفیظ" عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب آف راولپنڈی کی پوتی اور مکرم میر غلام احمد صاحب نسیم استاد جامعہ احمدیہ کی نواسی ہے۔ مکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر امتہ الشکور صاحبہ دونوں بطور میڈیکل مشنری اس وقت نصرت جہاں سکیم کے تحت گیمبیا میں مصروف خدمت ہیں۔

○ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم محمد اسماعیل صاحب اسلم دارالیمن وسطی ربوہ کے بیٹے منور احمد صاحب سعید دستگیر کالونی کراچی کو مورخہ ۱۷ جولائی ۹۰ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام اسامہ زید تجویز کیا گیا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک صالح خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

اعلان نکاح

○ محترمہ صبیحہ طاہرہ صاحبہ بنت چوہدری عزیز احمد صاحب سابق ناظر مال کا نکاح چوہدری محمد انور صاحب چٹھہ ایم۔اے چک ۵۸۳ E.B ضلع وہاڑی کے ہمراہ بعوض بیس ہزار روپے حق مہر مورخہ ۳ اگست ۹۰ء بروز جمعہ بعد نماز عصر مولانا سلطان محمود صاحب انور نے پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ مبارک کرے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ سردار بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عالم صاحب بیگو وال اسلام آباد ۱۲۶ سال کی عمر میں مورخہ ۱۰ اگست ۹۰ء بروز جمعۃ المبارک وفات پا گئیں۔ آپ مکرم ماسٹر محمد صادق صاحب ضیاء کی والدہ تھیں۔

○ مکرم نصیر احمد خاں صاحب ابن مکرم شیخ عبدالعظیم صاحب صدر جماعت احمدیہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ شہر مورخہ ۱۸ اگست ۹۰ء کو وفات پا گئے۔ ان کی عمر ۴۷ سال تھی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

بقیہ: صـ۵ سے آگے

حد تک عبور حاصل تھا۔ محترم والد صاحب نہایت صابر و شاکر اور جماعت احمدیہ کے سچے فدائی تھے۔ اپنے بھائی چوہدری فیض احمد صاحب مہار ریٹائرڈ انسپکٹر بیت المال کی وفات کے بعد ان کی جگہ اپنے علاقہ کے امیر جماعت منتخب ہوئے۔ اس طرح آپ کو ریٹائرمنٹ کے بعد خدمت دین کا موقع خدا نے دیا۔ ماہ رمضان کے پورے روزے رکھتے تھے۔ آخری عمر میں کمزوری کے باوجود اعتکاف بیٹھے اور پورے روزے رکھے۔ نماز تہجد خود ادا کرتے اور تمام اہل خانہ کو بھی اس کی تلقین کرتے صبح جلد بیدار نہ ہونے پر ناراض ہوتے اور سب کو خود جگاتے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک دردمند دل عطا فرمایا تھا۔ دوسروں کی تکلیف کو بہت محسوس کرتے اور حسب توفیق ہر خدمت کے لئے کمربستہ رہتے کوئی بیمار ہوتا تو بہت فکرمند ہو جاتے۔ دعائیں کرتے اور دوائیں تجویز کرتے اکثر ادویات اپنے پاس سٹاک رکھتے اور ضرورت مندوں کو دیتے۔ آپ بہت ہی سادہ اور بے ضرر انسان تھے کسی کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی پسند نہ فرماتے تھے۔ بڑھاپے میں بھی یہی کوشش ہوتی تھی کہ اپنا ہر کام اپنے ہاتھ سے کریں۔

۸ اپریل ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک کی صبح ۶ بجے ۱۰۔۱۵ منٹ کی معمولی تکلیف کے بعد یہ پیارا وجود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا۔ آپ موصی تھے اور جائیداد کی ۱/۸ حصہ کی وصیت کی اور زندگی میں ہی سب واجبات ادا کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو اُن کی خوبیوں کا وارث بنائے۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

کر دیتا ہے۔ ریڈیو سیٹ کے ساتھ ایک چھوٹی سی مشین لگا دی جاتی ہے جو لکھا لکھایا اخبار مہیا کر دیتی ہے۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

بابرکت وجود پر اپنے عظیم الشان انوار و افضال کا بے حساب اور بے شمار طور پر نزول فرما اور اس دنیا میں آپ کی زوجہ محترمہ اور آپ کی تمام اولاد و نسل اور عزیزان پر ہمیشہ اپنے بے شمار اور بے حساب انعام و برکات نازل فرماتا چلا جا۔

واقفینِ نو

منور حیات ابن سکندر حیات صاحب لنگاہ ادرحماں تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

تحمیدہ ولی بنت مکرم ولی الرحمٰن صاحب سنوری محلہ دارالعلوم غربی ربوہ

صباح السلام مریم بنت نصیر احمد صاحب ورک بشیر آباد ضلع حیدرآباد سندھ

عمارہ عفت بنت محمد ادریس صاحب صادق آباد ضلع رحیم یار خان

محمد یحییٰ ابن چوہدری اسحاق احمد صاحب ورک فتح کلاس ضلع شیخوپورہ

فرقان احمد ابن محمد اسحاق صاحب ۸/۱۵ دارالنصر وسطی ربوہ

فہمیدہ بنت عبدالستار صاحب گنگا پور تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

توصیف محمود ابن طارق محمود صاحب بشیر آباد حیدرآباد سندھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلوماتی فارم وقفِ نَو

جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیش فرمودہ مبارک تحریک "وقفِ نَو" کے تحت اپنے بچے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وکالت دیوان ربوہ کو مندرجہ ذیل معلومات سے آگاہ فرمائیں۔

(۱) اس بچے کا کیا حال ہے جو آپ نے خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ آپ کے گھر میں خدا کا مہمان ہے؟
(۲) بچے کی پرورش کس طرح کر رہے ہیں؟
(۳) بچے کی صحت کیسی ہے؟
(۴) کیا حفاظتی ٹیکے لگوا لئے ہیں؟
(۵) بچے کا ذہنی رجحان کس طرف ہے؟
(۶) بچے کا وزن اس وقت کتنا ہے؟
(۷) کیا اردو اور عربی کی بنیادی تعلیم کی طرف ابھی سے توجہ دینی شروع کر دی ہے؟
(۸) کیا ابھی سے امام جماعت کی محبت اس کے دِل میں ڈالنی شروع کر دی ہے؟
(۹) کیا قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کر لیا ہے؟

نام واقفِ نَو ــــــــــ نام والد ــــــــــ

نام والدہ ــــــــــ نام دادا ــــــــــ

مکمل پتہ ــــــــــ

دستخط والد ــــــــــ یا ــــــــــ دستخط والدہ

براہ کرم یہ فارم پُر کر کے اس پتہ پر بھیجیں۔

وکالت دیوان تحریک جدید۔ ربوہ۔ پاکستان

"انسانی کمزوری کا تو کچھ بھی ٹھکانا نہیں ہے۔ وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر نہیں چل سکتا۔" (ملفوظات جلد اوّل صـ ۲۴۴)

تلاش گمشدہ

عمران احمد ولد مجید احمد عمر ۱۳ سال رنگ گندمی۔ کریم کلر کی شلوار قمیض پہنے ہوئے۔ چہرہ پہ ہلکا سا زخم کا نشان مورخہ ۲۸ اگست سے لاپتہ ہے۔ جس صاحب کو ملے برائے مہربانی اس پتہ پر اطلاع کریں۔

مجید احمد صاحب ـ مکان نمبر ۳/۳
دارالبرکات ربوہ فون ۸۷۸

ضرورت سیلزمین

کیورٹو میڈیسن کمپنی ربوہ کو ادویات کی سیل اور بکنگ کیلئے سیلز مینز کی ضرورت ہے۔ کم از کم میٹرک پاس افراد اپنی درخواستیں مکمل کوائف کے ساتھ صدر صاحب محلہ یا امیر جماعت صاحب کی تصدیق کے ساتھ فوری طور پر بھجوائیں۔

گولبازار ربوہ
منیجر کیورٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ (ڈاکٹر راجہ ہومیو) فون: ۶۰۶ ـ ۷۷۱

خبریں

ملکی خبریں

○ الیکشن کمشن آف پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ الیکشن شیڈول مرتب کر لیا گیا ہے جس کا آئندہ ۶ ستمبر کو اعلان کر دیا جائے گا۔ چیف الیکشن کمشنر مسٹر جسٹس نعیم الدین نے کہا ہے کہ انتخابی عمل کے سلسلہ میں کسی بھی ایجنسی کی جانب سے کسی قسم کی تاخیر یا رکاوٹ برداشت نہیں کی جائے گی۔ اور اس صورت میں ذمہ دار افراد کیخلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

○ ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین نے نگران وزیر اعظم کے ساتھ ہونیوالی بات چیت کو مثبت قرار دیا ہے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ انتخابی اتحاد کے بارہ میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا گیا۔

○ ایم کیو ایم کے کارکنوں کے بارہ میں جو مختلف مقدمات میں ملوث کئے گئے ہیں الطاف حسین نے بتایا کہ نگران وزیر اعظم نے انہیں یقین دلایا کہ وہ ایسے تمام کیسوں پر غور کریں گے۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے بھارتی جریدے انڈیا ٹوڈے کے نمائندہ کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ آئینی لحاظ سے میری حکومت کی برطرفی کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ صدر کو اس اقدام کیلئے مجبور کیا گیا تھا۔ اسے دراصل فوجی مداخلت یا آئینی بغاوت کہہ سکتے ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا ہم صدر کے اقدام کو عدالت میں چیلنج نہیں کریں گے

غیر ملکی خبریں

○ بھارتی فوج نے ۴۳ کشمیریوں کو پاکستانی سرحد کے قریب لا کر شہید کر دیا حریت پسندوں نے سری نگر شہر میں بھارتی فوجیوں کے ایک ٹرک پر ہینڈ گرینیڈ سے حملہ کر دیا تھا جس سے تین فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

○ صدر بش نے اپنے حلیف ملکوں سے اپیل کی ہے کہ وہ خلیج میں بھیجی جانے والی امریکی افواج پر اٹھنے والے اخراجات میں ہاتھ بٹائیں۔ بش نے کہا کہ امریکہ مناسب بوجھ برداشت کرنے کیلئے تیار ہے۔ لیکن نئے اقتصادی منصوبے کے تحت جاپان، جنوبی کوریا، مغربی جرمنی اور سعودی عرب سے مزید امداد حاصل کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ترکی، مصر اور اردن جیسے متاثرہ ملکوں کی فوری مدد کی ضرورت ہے۔ بی بی سی کے مطابق یہ ملک پابندیوں کی حمایت کرنے کی وجہ سے تیل کی زیادہ قیمت ادا کر رہے ہیں۔ امریکہ کے وزیر خارجہ جیمز بیکر اور وزیر خزانہ بریڈی بش منصوبے کی تفصیلات طے کرنے کیلئے خلیج یورپ اور ایشیا کے ملکوں کا دورہ کریں گے۔

کیا آپ نے اپنے ریڈیو اور ٹیلیویژن کا نیا لائسنس بنوا لیا ہے؟

ہمیں ایسے نوجوان احمدی دوستوں کی ضرورت ہے جو آفس ورک کے علاوہ سیلز کا تجربہ بھی رکھتے ہوں۔ تعلیم میٹرک پاس۔ عمر ۳۰ سال۔ اردو کی ہینڈ رائٹنگ صاف ہو۔

رابطہ کے لئے

میاں بھائی الوز عرسہ

۱۰۔ منٹگمری روڈ۔ لاہور
فون:۔ ۲۲۳۳۷۲ ـ ۲۲۳۳۷۳

پتہ